مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

”عقل محدود ہے“

عقل اللہ تعالٰی کی بڑی نعمت ہے اس سے کام لینے کا ایک محدود دائرہ ہے اس سے آگے وہ بیکار ہے جیسے سونا تولنے کا کانٹا ہے اس کی طاقت محدود ہے وہاں تک صحیح کام دیگا اگر کوئی اس سے بڑے بڑے پتھروں کو تولنا چاہے تو کانٹا مع ترازو ٹوٹ جائے گا۔ کوئی کہے کہ کانٹا بیکار ہے تو دنیا اس کو احمق کہے گی۔

اسی طرح عقل کی اڑان دنیا تک ہے باقی دین وحی کی روشنی میں پہچانا جائے گا۔ (مقدمہ ابن خلدون)

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ، ٹملناڈو

ماهنامہ

جلد (۲)
شمارہ (۱)

دعوۃ الحق

ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

مئی ۲۰۰۶ء

اجازت فرمودہ

محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہم
ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی زید مجدھم

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

قیمت ۱۰ روپے

سالانہ زرِ تعاون ایک سو روپے، ششماہی ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع و ناشر حکیم وصی اللہ نے کرسنٹ اسکرینس بنگلور سے چھپوا کر دفتر دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

ادا ریہ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلّیا

حضرت اقدس ڈاکٹر محمد عبد الحی
عارفی صاحب قدس اللہ سرہٗ

معاشرہ کی بھیانک تصویر

بھائیو! آج ہمارے معاشرے کی صورت یہ ہوگئی ہے کہ کوئی گھر ذہنی اذیت اور کلفت اور رنج وغم سے خالی نہیں، ہر جگہ بے اطمینانی ہے، پریشانی ہے اور ہراسانی ہے، ہر گھر میں غم واندوہ کا دھواں اُٹھ رہا ہے، ہر دل میں آگ سلگ رہی ہے، باپ بیٹے میں، ماں بیٹی میں، ساس بہو میں، میاں بیوی میں، بھائی بھائی میں جنگ جاری ہے، بڑی کربناک صورت ہے، بڑی اذیت بخش فضا ہے۔اس کا واحد سبب وہ غلط کاری ہے جو ابتداء میں اختیار کی گئی تھی، غلط کام کا غلط انجام ہوتا ہے

مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست

اب ذرا زندگی کا یہ پہلو بھی دیکھو، ہمارے معاشرے میں سود، رشوت، بدنیتی، حرام کاری بڑے شَد ومَد سے جاری ہے۔لوگ پیسے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ حلال حرام سے لاپرواہی جائز وناجائز سے بے نیازی ان کے نزدیک گویا کوئی آسمانی قانون ہی نہیں ہے۔انہیں اس کا یقین نہیں کہ خدا دیکھ رہا ہے اور وہ حاضر وناظر ہے، علیم وخبیر ہے۔اب دیکھو کہ ان تمام کاموں میں دل بہت لگتا ہے۔لگاؤ! لیکن یہ نہ بھولو کہ ہر عمل کا ردِ عمل ہوتا ہے اور وہ ہو کر رہے گا اسے کوئی روک نہیں سکتا، اسی طرح زندگی کے تمام شعبوں کو بھی قیاس کر لو یہ اشارات بہت واضح ہیں، اور یہ ہمارے معاشرے کے عکّاس ہیں۔

آستانۂ الوہیت کی جبہ سائی

بھائی! اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں کا علاج کیا ہے؟ علاج بھی بتائے دیتا ہوں، تم مسلمان ہو تمہارا خدا ہے جو تم پر بیحد مہربان ہے تم اس سے مایوس نہ ہو، اس کی رحمت اور بخشش کا

دروازہ ہر وقت کھلا ہوتا ہے، تم اس کی بارگاہ میں جاؤ، مگر اس طرح کہ تمہارے دل میں خدا کا خوف وخشیت ہو آنکھوں میں ندامت کے آنسو ہوں، اور آستانہ اُلوہیت میں جبہ سائی کا شوق بھی ہو تم اپنی پیشانی اس کی چوکھٹ پر رکھ دو۔ اور یہ التجا کرو اور یہ دعا کرو کہ:

''اے اللہ! میں گنہگار ہوں اور امید وار رحمتِ کردگار ہوں، خطا کار ہوں لیکن تری رحمت کا اُمیدوار ہوں، میں نے ظلم کیا ہے، میں نے تری نافرمانی کی ہے، میں صراطِ مستقیم سے بھٹک گیا تھا میں اب نادم وشرمسار ہوں اور اُمید وار رحمت کردگار ہوں۔ تو مجھے معاف کردے، بخش دے اور اپنے کرم کے دامن میں مجھے سمٹ لے اور مجھے گناہوں سے بچنے کی توفیق دے۔''

تم جب اس طرح بارگاہِ ایزدی میں التجا کروگے، گڑگڑاؤ گے، آنسو بہاؤ گے تو انشاء اللہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی، تم بامراد ہوگے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ دعا بھی سکھائی ہے اسے پڑھو۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأ نا ج ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہٗ علی الذین من قبلنا ج ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہٖ ج واعف عنا قف واغفرلنا قف وارحمنا قف انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین (البقرۃ)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہماری پکڑ نہ کر، اگر ہم بھول جائیں یا چُوک جائیں اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے کے لوگوں پر رکھا تھا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم سے وہ چیز نہ اُٹھوا جسے ہم آسانی سے نہ اُٹھا سکتے ہوں۔ اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مالک ہے، تو ہم کو کافر لوگوں پر غالب کردے۔

(افادات عارفی جلد اول)

درسِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

(قسط اول)

سود کیوں حرام ہے؟

بسم الله الرّحمٰن الرّحيم ۔الذين ياكلون الرّبٰوا لا يقومون الاكما يقوم الذى يتخبطه الشيطٰن من المس ۔ذٰلك بانهم قالوا انما البيع مثل الرّبٰوا واحلّ الله البيع وحرم الرّبٰوا ۔ فمن جآءه موعظة من ربه فانتهىٰ فلهٗ ماسلف ۔ وامرهٗ الى الله ۔ ومن عاد فاولٰئك اصحٰب النار ج هم فيها خٰلدون ہ يمحق الله الرّبٰوا ويربى الصدقٰت ۔والله لايحب كل كفار اثيم ہ ان الذين اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت واقاموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة لهم اجرهم عند ربهم ج ولا خوف عليهم ولاهم يحزنون ہ يٰايها الذين اٰمنوا اتقو الله وذروا ما بقى من الرّبٰوا ان كنتم مؤمنين ہ فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله ج وان تبتم فلكم رءوس اموالكم ج لاتظلمون ولاتظلمون ہ وان كان ذوعسرة فنظرة الىٰ ميسرة ۔وان تصدقوا خير لكم ان كنتم تعلمون ہ واتقوا يوما ترجعون فيه الى الله ق ثم توفىٰ كل نفس ماكسبت وهم لا يظلمون ہ (البقرة)

’’جو لوگ کھاتے ہیں سود نہیں اٹھیں گے قیامت کو، مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیئے ہوں جن نے لپٹ کر، یہ حالت ان کی اس واسطے ہے کہ انھوں کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا، حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو، پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے واسطے ہے جو پہلے ہو چکا، اور معاملہ اس کا اللہ کے حوالے ہے، اور جو کوئی پھر لیوے سود تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ خوش نہیں کسی ناشکر گنہگار سے، جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھا نماز کو اور دیتے رہے زکوٰۃ ان کے لئے ہے ثواب ان کا، اپنے رب کے پاس اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود، اگر تم کو یقین ہے، اللہ کے فرمانے کا، پس اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو، تو تمہارے واسطے ہے اصل مال تمہارا نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر، اور اگر ہے تنگدست تو مہلت دینی چاہئے کشائش ہونے تک اور بخش دو تو بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو سمجھ ہے، اور ڈرتے رہو اس دن سے کہ جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف پھر پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔‘‘

جو لوگ سود کھاتے ہیں (یعنی لیتے ہیں) نہیں کھڑے ہوں گے (قیامت میں قبروں سے) مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان نے خبطی بنادیا ہو لپٹ کر (یعنی حیران مدہوش) یہ سزا اس لئے ہوگی کہ ان (سودخوار) لوگوں نے (سود کے حلال ہونے پر استدلال کرنے کے لئے) کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے، (کیونکہ اس میں بھی مقصود نفع حاصل کرنا ہوتا ہے، اور بیع یقیناً حلال ہے، پھر سود بھی جو کہ اس کا مثل ہے حلال ہونا چاہئے) حالانکہ (دونوں میں کھلا فرق ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے (جو کہ مالک ہیں احکام کے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کردیا ہے (اس سے زیادہ اور کیا فرق ہوگا) پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے (اس بارہ میں) نصیحت پہنچی اور وہ (اس سود کے فعل اور اس کفر کے قول سے یعنی حلال کہنے سے) باز آگیا (یعنی حرام سمجھنے لگا اور لینا بھی چھوڑ دیا) تو جو کچھ (اس حکم کے آنے سے) پہلے (لینا) ہو چکا ہے وہ اس کا رہا (یعنی ظاہر شرع کے نزدیک اس کی یہ توبہ قبول ہوگئی، اور لیا ہوا مال اسی کی ملک ہے) اور (باطنی) معاملہ اس کا (کہ وہ دل سے باز آیا ہے یا منافقانہ توبہ کرلی ہے، یہ) خدا کے حوالے رہا، (اگر دل سے توبہ کی ہوگی عند اللہ نافع ہوگی ورنہ کالعدم ہوگی، تم کو بدگمانی کا کوئی حق نہیں) اور جو شخص (نصیحت مذکور سن کر بھی اسی قول اور اسی فعل کی طرف) پھر عود کرے تو (بوجہ اس کے کہ ان کا یہ فعل خود گناہ کبیرہ ہے) یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے (اور بوجہ اس کے ان کا یہ قول کفر ہے اس لئے) وہ اس (دوزخ) میں ہمیشہ رہیں گے (اور گو سود لینے سے فی الحال مال بڑھتا نظر آتا ہے، لیکن مآل کار) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں (کبھی تو دنیا ہی میں سب برباد ہوجاتا ہے ورنہ آخرت میں تو یقینی برباد ہے، کیونکہ وہاں اس پر عذاب ہوگا) اور (برخلاف اس کے صدقہ دینے میں گو فی الحال مال گھٹتا معلوم ہوتا ہے، لیکن مآل کار اللہ تعالیٰ) صدقات کو بڑھاتے ہیں، (کبھی تو دنیا میں بھی ورنہ آخرت میں تو یقیناً بڑھتا ہے، کیونکہ وہاں اس پر بہت سا ثواب ملے گا، جیسا اوپر آیات میں مذکور ہوا) اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا (بلکہ مبغوض رکھتے ہیں) کسی کفر کرنے والے کو (جو کہ قول مذکور کے مثل کلمات کفر منہ سے بکے، اور اسی طرح پسند نہیں کرتے) کسی گناہ کے کام کرنے والے کو (جو کہ فعل مذکور یعنی سود کے مثل کبائر کا مرتکب ہو)۔

یہ چھ آیتیں ہیں جن میں سود کی حرمت اور احکام کا بیان ہے، ان میں سے پہلی آیت کے پہلے جملے میں سودخواروں کے انجامِ بد اور محشر میں ان کی رسوائی اور گمراہی کا ذکر ہے، ارشاد ہے کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوئے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ آدمی جس کو کسی شیطان جن نے لپٹ کر خبطی بنادیا ہو، حدیث میں ہے کہ کھڑے ہونے سے مراد محشر میں قبر سے اٹھنا ہے کہ سودخوار جب قبر سے اٹھے گا تو اس پاگل و مجنون کی طرح اٹھے گا جس کو کسی شیطان جن نے خبطی بنادیا ہو۔

اس جملہ سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جنات و شیاطین کے اثر سے انسان بیہوش یا مجنون ہوسکتا ہے، اور اہل تجربہ کے متواتر مشاہدات اس پر شاہد ہیں، اور حافظ ابن قیم جوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اطبا اور فلاسفہ نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے، کہ صرع، بیہوشی، یا جنون مختلف اسباب سے ہوا کرتا ہے، ان میں بعض اوقات جنات و شیاطین کا اثر بھی اس کا سبب ہوتا ہے، جن لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے ان کے پاس بجز ظاہری استبعاد کے کوئی دلیل نہیں۔

دوسری بات یہ غور طلب ہے کہ قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ سودخوار محشر میں پاگل یا مجنون ہوکر اٹھیں گے، بلکہ دیوانہ پن یا بے ہوشی کی ایک خاص صورت کا ذکر کیا ہے، کہ جیسی کسی کو شیطان نے لپٹ کر خبطی بنادیا ہو، اس میں شاید یہ اشارہ ہے کہ بے ہوش و مجنون تو بعض اوقات چپ چاپ پڑا بھی رہتا ہے، ان کا یہ حال نہ ہوگا، بلکہ شیطان کے خبطی بنائے ہوؤں کی طرح بکواس اور ہذیان اور دوسری مجنونانہ حرکتیں کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔

اور شاید اس طرف بھی اشارہ ہو کہ بیماری سے بیہوش یا مجنون ہوجانے کے بعد چونکہ احساس بالکل باطل ہوجاتا ہے، اس کو تکلیف یا عذاب کا بھی احساس نہیں رہتا، ان کا یہ حال نہ ہوگا، بلکہ آسیب زدہ کی طرح تکلیف و عذاب کو پوری طرح محسوس کرے گا۔

اب یہاں یہ دیکھنا ہے کہ جرم و سزا میں کوئی مناسبت ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سزا کسی شخص یا جماعت کے کسی جرم کے مقابلہ میں دی جاتی ہے، وہ یقیناً اس جرم کے مناسب ہوتی ہے، اس لئے سودخواروں کو خبطی بنا کر محشر میں اٹھانا شاید اس کا اظہار ہے کہ سودخوار روپے پیسہ کی حرص میں اس قدر مدہوش ہوتا ہے کہ اس کو نہ کسی غریب پر رحم آتا ہے نہ کسی کی شرم مانع ہوتی ہے، وہ

چونکہ اپنی زندگی میں درحقیقت بیہوش تھا، اس لئے محشر میں بھی اسی حالت میں اٹھایا گیا، یا یہ سزا اس لئے دی گئی کہ دنیا میں اس نے عقلی رنگ میں اپنی بے عقلی کو ظاہر کیا، کہ بیع کو مثل سود قرار دیا، اس لئے اس کو بے عقل کر کے اٹھا دیا گیا۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ آیت میں سود کھانے کا ذکر ہے اور مراد مطلقاً سود لینا اور اس کا استعمال کرنا ہے، خواہ کھانے میں استعمال کرے یا لباس میں یا مکان اور اس کے فرنیچر میں، لیکن اس کو "کھانے" کے لفظ سے اس لئے تعبیر کیا کہ جو چیز کھائی جائے اس کی واپسی کا کوئی امکان نہیں رہتا، بخلاف دوسری ضرورتوں کے استعمال کے کہ اس چیز کو واپس لیا دیا جا سکتا ہے، اس لئے مکمل قبضہ اور تصرف کو کھا جانے کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور نہ صرف عربی زبان میں بلکہ اردو، فارسی وغیرہ اکثر زبانوں کا یہی محاورہ ہے۔

اس کے بعد دوسرے جملہ میں سودخواروں کی اس سزا کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ ان لوگوں نے دو جرم کئے ایک تو بذریعہ سود کے حرام مال کھالیا، دوسرے اس کو حلال سمجھا، اور حرام کہنے والوں کے جواب میں یہ کہا بیع وشراء بھی تو ربوٰ ہی کی مثل ہے، جس طرح ربوٰ کے ذریعہ نفع حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح بیع وشراء کے ذریعہ نفع مقصود ہے، اگر سود حرام ہے تو بیع بھی حرام ہونی چاہئے، حالانکہ اس کے حرام ہونے کا کوئی قائل نہیں، اس جگہ بظاہر مقتضائے مقام یہ تھا کہ لوگ یوں کہتے کہ ربوٰ بھی تو مثل بیع کے ہے، جب بیع حلال ہے تو ربوٰ بھی حلال ہونا چاہئے، مگر انہوں نے طرزِ بیان بدل کر حرام کہنے والوں پر ایک قسم کا استہزاء کیا، کہ ربوٰ کو حرام کہتے ہو تو بیع کو بھی حرام کہو۔

تیسرے جملے میں ان لوگوں کے اس قول کا جواب حق تعالیٰ نے یہ دیا کہ یہ لوگ بیع کو ربوٰ کی مثل اور برابر قرار دیتے ہیں، حالانکہ بحکمِ خداوندی ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو حلال قرار دیا اور دوسرے کو حرام، پھر دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

اس جواب میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ ان لوگوں کا اعتراض تو عقلی طور پر تھا کہ جب دونوں معاملوں کا مقصد نفع کمانا ہے، تو دونوں کا حکم ایک ہی ہونا چاہئے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے عقلی شبہ کا جواب عقلی طور پر فرق بیان کر کے نہیں دیا، بلکہ حاکمانہ انداز میں یہ جواب دیا

کہ مالک الملک والملکوت اللہ جل شانہ ہے وہ ہی ہر چیز کے نفع وضرر اور بھلے برے کو پوری طرح جانتا ہے، جب اس نے ایک کو حلال اور دوسرے کو حرام قرار دیدیا، تو سمجھ لو کہ جس چیز کو حرام کیا ہے اس میں ضرور کوئی نقصان وضرر اور کوئی خباثت ہے، خواہ عام انسان اس کو محسوس کرے یا نہ کرے، کیونکہ مجموعۂ نظامِ عالم کی پوری حقیقت اور اس کے نفع وضرر کا احاطہ صرف وہی علیم وخبیر کرسکتا ہے، جس کے علم سے کوئی ذرۂ جہاں چھپا ہوا نہیں ہے، عالم کے افراد یا جماعتیں اپنے اپنے مصالح اور مضرتوں کو پہچان سکتے ہیں، پورے عالم کے نفع وضرر کا احاطہ نہیں کرسکتے، بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ کسی شخص یا جماعت کے حق میں مفید نظر آتی ہیں، مگر پوری قوم یا پورے ملک کے لئے اس میں مضرت ہوتی ہے۔

اس کے بعد تیسرے جملہ میں یہ ارشاد ہے کہ سود حرام ہونے سے پہلے جس شخص نے کوئی رقم جمع کرلی تھی، لیکن جب سود کو حرام قرار دیدیا گیا، تو اگر آئندہ کے لئے اس نے توبہ کرلی، اور باز آگیا، تو اس سے پہلے جمع شدہ رقم ظاہر شرع کے حکم سے اُسی کی ہوگئی، اور باطنی معاملہ اس کا کہ وہ دل سے باز آیا، یا منافقانہ توبہ کرلی، اس کا یہ معاملہ خدا کے حوالہ رہا۔

اگر دل سے توبہ کی ہے تو عنداللہ نافع ہوگی ورنہ کالعدم ہوگی، عام لوگوں کو بدگمانی کرنے کا حق نہیں ہے، اور جو شخص نصیحت سنکر بھی اسی قول وفعل کی طرف پھر عود کرے تو چونکہ یہ فعل سود خواری گناہ ہے، یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے، اور چونکہ ان کا یہ قول کہ سود مثل بیع کے حلال ہے کفر ہے اس لئے وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

دوسری آیت میں جو یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں، یہاں سود کے ساتھ صدقات کا ذکر ایک خاص مناسبت سے لا گیا ہے، کہ سود اور صدقہ دونوں کی حقیقت میں بھی تضاد ہے اور ان کے نتائج بھی متضاد ہیں، اور عموماً ان دونوں کاموں کے کرنے والوں کی غرض ونیت بھی متضاد ہوتی ہے۔ (جاری)

(معارف القرآن جلد اول)

درسِ حدیث

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

سود کی مذمت میں

ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات مہلک چیزوں سے بچو، صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا، یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ (عبادت میں یا اس کی مخصوص صفات میں) کسی غیر اللہ کو شریک کرنا، دوسرے جادو کرنا، تیسرے کسی شخص کو ناحق قتل کرنا، چوتھے سود کھانا، پانچویں یتیم کا مال کھانا، چھٹے جہاد کے وقت میدان سے بھاگنا، ساتویں کسی پاک دامن عورت پر تہمت باندھنا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج رات دو شخصوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے، اور مجھے بیت المقدس تک لے گئے، پھر ہم آگے چلے تو ایک خون کی نہر دیکھی، جس کے اندر ایک آدمی کھڑا ہوا ہے، اور دوسرا آدمی اس کے کنارہ پر کھڑا ہے، جب یہ نہر والا آدمی اس سے باہر آنا چاہتا ہے تو کنارہ والا آدمی اس کے مُنہ پر پتھر مارتا ہے، جس کی چوٹ سے بھاگ کر پھر وہ وہیں چلا جاتا ہے جہاں کھڑا تھا، پھر وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے، پھر یہ کنارہ کا آدمی یہی معاملہ کرتا ہے، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اُن دونوں ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے بتلایا کہ خون کی نہر میں قید کیا ہوا آدمی سود کھانے والا (اپنے عمل کی سزا پا رہا ہے)۔

(۳) رسولِ کریم ﷺ نے سود لینے والے پر بھی لعنت فرمائی، اور سود دینے والے پر بھی، اور بعض روایات میں سودی معاملہ پر گواہی دینے والے اور اس کا وثیقہ لکھنے والے پر بھی لعنت آئی ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں، اور بعض روایات میں کہ شاہد کاتب پر لعنت اس صورت میں ہے جبکہ ان کو اس کا علم ہو کہ یہ سود کا معاملہ ہے۔

(۴) اور رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ چار آدمی ایسے ہیں کہ ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ

نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں نہ داخل کرے، اور جنت کی نعمت نہ چکھنے دے، وہ چار یہ ہیں، (۱) شراب پینے کا عادی اور (۲) سود کھانے والا اور (۳) یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور (۴) اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

(۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی جو سود کا ایک درہم کھاتا ہے وہ چھتیس مرتبہ بدکاری کرنے سے زیادہ سخت گناہ ہے، اور بعض روایات میں ہے کہ جو گوشت مالِ حرام سے بنا ہو اس کے لئے آگ ہی زیادہ مستحق ہے، اسی کے ساتھ بعض روایات میں ہے کہ کسی مسلمان کی آبروریزی سود سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔

(۶) اور ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ پھل کو قابلِ استعمال ہونے سے پہلے فروخت کیا جائے، اور فرمایا کہ جب کسی بستی میں بدکاری اور سود کا کاروبار پھیل جائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے اوپر دعوت دیدی،

(۷) اور رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی قوم میں لین دین سود کا رواج ہوجائے تو اللہ تعالیٰ ان پر ضروریات کی گرانی مسلط کردیتا ہے، اور جب کسی قوم میں رشوت عام ہوجائے تو دشمنوں کا رعب وغلبہ ان پر ہوجاتا ہے۔

(۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شبِ معراج میں جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اپنے اوپر رعد وبرق کو دیکھا، اس کے بعد ہم ایک ایسی قوم پر گذرے جن کے پیٹ رہائشی مکانات کی طرح پھولے اور پھلے ہوئے ہیں، جن میں سانپ بھرے ہیں جو باہر سے نظر آرہے ہیں، میں نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ سود خور ہیں۔

(۹) اور رسول اللہ ﷺ نے عوف بن مالکؓ سے فرمایا کہ ان گناہوں سے بچو جو معاف نہیں کئے جاتے، ان میں سے ایک مالِ غنیمت کی چوری ہے اور دوسرے سود کھانا۔

(۱۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو تم نے قرض دیا ہو اس کا ہدیہ بھی قبول نہ کرو (ایسا نہ ہو اس نے یہ ہدیہ قرض کے عوض میں دیا ہو، جو سود ہے، اس لئے اس کے ہدیہ قبول کرنے سے بھی احتیاط چاہئے۔

رباء کی تعریف اور اس کی حقیقت اور اس کی دنیوی تباہ کاری کے متعلق قرآن مجید کی سات آیتیں اور احادیث نبویہ کے دس ارشادات درسِ معارف کے سلسلہ میں بیان ہو چکے ہیں سوچنے سمجھنے والے مسلمان کے لئے اتنا کافی ہے، اس سے زیادہ تفصیل کی نہ اس جگہ گنجائش ہے نہ ضرورت، واللہ ولی التوفیق۔ (معارف القرآن جلد اول)

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا **ماہانہ اجتماع عصر تا فجر** بتاریخ ۲۹/ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ بمطابق **28-05-2006** بروز اتوار بمقام **موتی مسجد** پرنام بٹ۔ انشاء اللہ منعقد ہوگا۔

جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ۞ ایک سنت بتانا ۞ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح ۞ آداب گشت ۞ بعدہٗ گشت ۞ تعلیم تسہیل قصد السبیل ۞ چائے ۞ تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک ۞ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ) ۞ بعدہٗ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ۞ بعدہٗ دعا ۞ تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: کھانے کی سنتیں ۞ سونے کی سنتیں ۞ نماز کی عملی مشق ۞ مراقبۂ موت ۞ دعا ۞ بعدہٗ قیام شب ۞ نماز تہجد (انفرادی) ۞ معمولات (انفرادی) ۞ تیاری نماز فجر

بعد نماز فجر: تفسیر قرآن پاک

آپ تمام احباب سے اس اجلاس میں حسبِ موقع شرکت اور کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

انوارِ سنت

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم

چند سنتیں

جمعہ کے دن کے نو اعمال جن پر عمل کرنے سے ایک سال کے روزہ، ایک سال کی نماز کا ثواب ہر قدم پر ملتا ہے

(۱) صبح کو اور دنوں سے کچھ پہلے اٹھنا (۲) غسل کرنا (۳) صاف کپڑے پہننا (۴) مسجد میں جلد جانے کی فکر کرنا (۵) مسجد پیدل جانا (۶) امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنا (۷) اگر صفیں پُر ہیں تو صفوں کو پھاندکر آگے نہ بڑھنا (۸) اپنے کپڑوں سے یا بالوں سے لہو ولعب نہ کرنا (۹) خطبہ کو غور سے سننا

علاوہ ازیں جمعہ کے دن جو سورۂ کہف پڑھے گا اس کے لئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا۔ جو قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آوے گا۔ اور اس جمعہ سے پہلے جمعہ کے تمام خطایا (صغیرہ) اس کے معاف ہوجائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس روز درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور درود میرے حضور پیش کیا جاتا۔

معاشرت کی چند سنتیں

(۱) سلام کرنا مسلمانوں کے لئے بہت بڑی سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہئے خواہ اسے پہچانتا ہو یا نہ ہو۔ کیوں کہ سلام اسلامی حق ہے۔ کسی کے جاننے اور شناسائی پر موقوف نہیں۔ (۲) بخاری اور مسلم کی ایک

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر بچوں پر ہوا تو آپ ؐ نے ان کو سلام کیا اس لئے بچوں کو بھی سلام کرنا سنت ہے۔ (۳) سلام کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ زبان سے السّلام علیکم کہے ہاتھ سے یا سر سے یا اُنگلی کے اشارے سے سلام کرنا یا اس کا جواب دینا سنت کے خلاف ہے۔ (۴) کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو سلام کے بعد مصافحہ کرنا مسنون ہے۔ عورت، عورت سے مصافحہ کرسکتی ہے (۵) کسی مجلس میں جاؤ تو جہاں موقع ملے اور جگہ ملے بیٹھ جاؤ دوسروں کو اٹھا کر خود بیٹھ جانا گناہ کی بات اور مکروہ ہے۔

(۶) اگر کوئی شخص مجلس میں آئے اور جگہ نہ ہو تو پہلے سے بیٹھنے والوں کو چاہئے کہ ذرا مل کر بیٹھ جائیں اور آنے والے مؤمن بھائی کے لئے گنجائش نکال لیں (۷) کہیں اگر صرف تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر کانا پھوسی (سرگوشی) کی اجازت نہیں کہ خواہ مخواہ اس کا دل (شبہات کی وجہ سے) رنجیدہ ہوگا اور مسلمان بھائی کو رنجیدہ کرنا بہت بڑا گناہ ہوگا (۸) کسی کے مکان پر جانا ہو تو اس سے اجازت لے کر داخل ہونا چاہئے (۹) جب جمہائی آوے تو سنت ہے کہ منہ بند کر لے اور اگر منہ کوشش کے باوجود بند نہ رکھ سکے تو بائیں ہاتھ کی پشت کو منہ پر رکھ لے اور ہاہا کی آواز نہ نکالے کہ یہ حدیث میں ممنوع ہے (۱۰) اگر کسی کا اچھا نام سنو تو اس سے اپنے مقصد کے لئے نیک فال سمجھنا سنت ہے اور اس سے خوش ہونا بھی سنت ہے۔ بدفالی لینے کو سخت منع فرمایا گیا ہے۔ جیسے راستہ چلتے کسی کو چھینک آ گئی تو یہ سمجھنا کہ کام نہ ہوگا۔ یا کوا بولا، یا بندر نظر آیا، یا اُلو بولا تو اِن سے آفت آنے کا گمان کرنا سخت نادانی اور بالکل بے اصل اور غلط اور گمراہی کا عقیدہ ہے۔ اسی طرح کسی کو منحوس سمجھنا یا کسی دن کو منحوس سمجھنا بہت بُرا ہے۔

سنت پر عمل کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے اس لئے اہتمام سے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ (رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملفوظات

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس اللہ سرہٗ

ارشاد فرمایاکہ جس طرح امر بالمعروف کا اہتمام سے جگہ جگہ کام ہورہا ہے نہی عن المنکر کا بھی تو اہتمام سے کام ہونا چاہئے دونوں ہی فرض کفایہ ہیں آج کل برائیوں پر روک ٹوک نہ ہونے سے برائیاں تیزی سے پھیلتی جارہی ہیں جماعتی حیثیت سے اس کا کام بھی ہونا چاہئے۔

ارشاد فرمایاکہ غیبت کرنے کو حدیث پاک میں زنا سے بھی اشد فرمایا ہے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ المغترین میں لکھا ہے کہ جو شخص غیبت کرتا ہے اپنی نیکیوں کو منجنیق میں رکھ کر منتشر کررہا ہے۔ اور دوسروں کو دے رہا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم اپنی مجلس میں کسی کو غیبت نہ کرنے دیں حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ مہمان تھے۔ میزبان نے کسی کی غیبت کی فوراً اٹھ گئے فرمایا پہلے ہی گوشت کھلا دیا اور وہ بھی مردہ بھائی کا۔ اگر شرم کی جگہ زخم ہے تو سوائے معالج کے کسی کو دیکھنا یا دکھانا جائز نہیں اسی طرح اپنے بھائی کے عیب کو صرف اس کے معالج اور مصلح کے علاوہ کسی سے کہنا حرام ہے۔ غیبت کرنا اور اس کا سننا دونوں ہی حرام ہے۔ ایسا شخص قیامت کے دن مفلس اٹھے گا کیونکہ اپنی نیکیوں کو غیبت کرکے دوسروں کو دے رہا ہے۔ جو شخص بدنگاہی نہ کرے اور غیبت نہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ تمام گناہوں سے بچ جاوے گا۔

ارشاد فرمایاکہ مدرسہ میں طلبا اگرچہ کم ہوں مگر تعلیم نہایت معیاری ہو اور تربیت واصلاح معیاری ہو پھر خود لوگوں کو کشش ہوگی ہمارے یہاں کا ایک بچہ جب وطن واپس گیا تو اس کی ۴ رکعات سنتوں کی ۷ منٹ میں پڑھتے دیکھا اور اذان ہوتے ہی مسجد جانا اور خاموشی سے باادب بیٹھنا اور عمر ۷ سال اس کا اثر لوگوں پر یہ ہوا کہ تین آدمیوں نے اپنے بچوں کے داخلے کے لئے تار سے منظوری حاصل کی کیونکہ ہمارے یہاں ۲۵ رمضان کو داخلہ بند ہوجاتا ہے

نئے آنے والے اور پرانے آنے والے دونوں قسم کے بچوں کو ۲۵ رمضان تک اطلاع کر کے داخلہ کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ بمبئی، حیدرآباد دکن اور مدراس، اڑیسہ مختلف صوبوں سے چھ سات سال کے بچے اپنے مصارف سے دارالاقامۃ میں رہتے ہیں اور اب تجوید کی معیاری تعلیم کو سن کر افریقہ سے بھی طلبا آنے لگے ہیں۔

ارشاد فرمایاکہ **ختم اللہ علیٰ قلوبھم** الآیۃ کے متعلق جو عام لوگوں کو یہ اشکال ہوتا ہے کہ دلوں پر جب مہر لگادی گئی تو پھر ان کا کیا قصور۔ اس کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ ایک سپریم کورٹ کا جج فرسٹ کلاس کے ڈبّے میں بیٹھا ریل میں سفر کر رہا ہے۔ اس ڈبّے میں اور لوگ یہ گفتگو کر رہے ہیں کہ آج اخبار میں یہ خبر ہے کہ دس آدمیوں کو پھانسی دیدی گئی اسی درمیان ان جج صاحب سے لوگوں نے تعارف چاہا انہوں نے کہا میں وہی جج ہوں جس نے ان مجرمین کو پھانسی کی سزا دی ہے۔ اب یہ جملہ کہہ کر جج صاحب خاموش ہو گئے اور سب پر رعب و ہیبت طاری ہوگئی پھر یہ جج صاحب اپنے اجلاس پر جب بیٹھے تو اپنے متعلقہ عملے والے ملازمین سے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ کل دس آدمیوں کو ہم نے فلاں جرم کے سبب پھانسی کا حکم دیا ہے لہٰذا آپ لوگ اس جرم سے محتاط رہیں تو جج صاحب کا ریل کے اندر جو کلام تھا وہ حاکمانہ کلام تھا اور اپنے خاص لوگوں میں جو کلام صادر فرمایا وہ حکیمانہ کلام تھا۔ اسی طرح حق تعالیٰ کا یہ کلام حاکمانہ ہے حاکمانہ کلام کا مقتضیٰ یہی ہوتا ہے کہ اس میں ہیبت ہو جس کی صورت یہی ہوتی ہے کہ وہاں صرف حکم سنایا جاوے۔ علّت اور سبب کا ذکر نہ ہو۔ یہاں مقصود صرف صفت حاکمیت کا ظہور ہوتا ہے اور دوسری جگہ حق تعالیٰ نے اسی کلام کو حکیمانہ انداز سے فرمایا وہاں اس حکم کا سبب بھی بیان فرمایا تاکہ دوسرے لوگ اس سبب سے محتاط رہیں چنانچہ ارشاد باری ہے **بل طبع اللہ علیھا بکفرھم** اللہ تعالیٰ نے ہر مہر ان کے کفر کے سبب ان کے قلوب پر لگائی ہے۔ پس ایک جگہ کلام حاکمانہ ہے اور دوسری جگہ حکیمانہ ہے۔

از مرتب عفی عنہ:۔ حضرت اقدس کی یہ تقریر سن کر ایک ادارے کے شیخ الحدیث صاحب نے احقر سے کہا کہ سبحان اللہ کیا ہی عمدہ تقریر ہے اور فرمایا کہ ہم لوگ زندگی بھر تفسیر پڑھاتے ہیں مگر اللہ والوں کی باتیں کیا ہی پر اثر اور حکیمانہ ہوتی ہیں۔

ارشاد فرمایاکہ حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ سے نوے لاکھ کافر مسلمان ہوئے اور حضور اکرم ﷺ سے بعض لوگ اسلام نہ لائے اس کا جواب یہ ہے کہ آدمی ۵ طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ غافل، ۲۔ سائل، ۳۔ مائل، ۴۔ جاہل، ۵۔ مجادل،

اول ۴ قسم کے لوگوں کو نفع ہوتا ہے پانچویں قسم کے آدمی کو ہدایت نہیں ہوتی خواجہ صاحبؒ سے جو اسلام لائے وہ انھیں چار قسم کے لوگ تھے اور حضور اکرم ﷺ سے بعض لوگ جو اسلام نہیں لائے وہ پانچویں قسم کے تھے مجادل کو نفع نہیں ہوتا۔ شیطان مجادل تھا مردود ہوا مجادل کی طبیعت ضدی ہوتی ہے۔ اس کی مثل مشہور ہے پنچوں کا فیصلہ سر پر، مگر پرنالہ رہے گا یہیں پر ــــ اس تقریر سے اشکال جاتا رہا۔

ارشاد فرمایاکہ **علّم ادم الاسماء کلھا** میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھادئے اور یہ تعلیم ملائکہ کے سامنے بشمولیت ملائکہ دی گئی لیکن جب امتحان ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام نے سب کا نام بتادیا اور ملائکہ نہ بتا سکے اس کی وجہ یہ تھی ملائکہ میں بشری لوازم مثل بھوک، پیاس اور نفس کے تمام تقاضے نہیں ہیں اس لئے وہ غذاؤں کے نام یاد نہ کر سکے جیسے کوئی بالغ نہ ہو تو نکاح کی لذت کس طرح سمجھ سکتا ہے اسی طرح فرشتے بھوک پیاس وغیرہ کے تقاضوں کی تعبیر پر قادر نہیں۔ اس لئے انھوں نے عرض کیا **سبحانك لا علم لنا الا ما علّمتنا** یہ نہیں کہا کہ آپ نے تو ہم کو سکھایا نہیں پھر ہمارا امتحان کیوں لیا جارہا ہے۔ (مجالس ابرار)

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب قدس اللہ سرہٗ ایک شعر سنایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے دل کو توڑتے ہیں۔ تو اس کے ذریعہ اس کو بلندیوں تک پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ یہ صدمے، یہ افکار یہ غم جو انسان کو آتے ہیں، یہ مجاہدات اضطراری ہوتے ہیں، جس سے انسان کے درجات میں اتنی ترقی ہوتی ہے کہ عام حالات میں اتنی ترقی نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ شعر سناتے کہ۔

یہ کہہ کے کاسہ ساز نے پیالہ پٹک دیا
اب اور کچھ بنائیں گے اس کو بگاڑ کے

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی
رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی

ذکر اللہ کی فضیلت

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

یٰا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً وسبحوہ بکرۃ واصیلاً

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو خوب کثرت کے ساتھ اور صبح شام اس کی تسبیح بیان کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوب زیادہ ذکر کریں اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کریں۔ مفسرین نے فرمایا کہ صبح وشام تسبیح بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور بعض حضرات نے فرمایا کہ صبح سے دن کی اور شام سے رات کی ابتداء ہوتی ہے اس لئے خصوصیت کے ساتھ لیل ونہار کے ابتدائی اوقات میں ذکر کرنے کا خصوصی حکم دیا تا کہ لیل ونہار کے باقی اوقات میں بھی ذکر کے لئے ذہن حاضر رہے اور قلب ولسان ذکر اللہ میں مشغول رہیں۔

سورۃ النساء میں فرمایا:۔

فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم.

(سو جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر یعنی لیٹے ہوئے)

انسان کی تین حالتیں ہیں اور تینوں حالتوں میں اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

سورہ عنکبوت میں فرمایا **ولذکر اللہ اکبر** (اور البتہ اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے)

سورہ طٰہٰ میں فرمایا **اقم الصلوٰۃ لذکری** (نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو۔)

ذکر زبان سے بھی ہوتا ہے اور قلب سے بھی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان اور چین وسکون ملتا ہے جیسا کہ سورۃ رعد میں فرمایا **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب.** (خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے)

نماز جمعہ سے فارغ ہو کر بازار میں جانے کی اجازت دی اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کا حکم فرمایا۔

سورہ جمعہ میں ارشاد فرمایا۔ **فاذا قضیت الصلوٰۃ فا نتشر وا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون** (پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین میں چلو پھرو اور اللہ کے فضل سے تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تا کہ تم کو فلاح ہو)

سورہ بقرہ میں فرمایا۔ **فاذکرونی اذکرکم** (سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)۔

دیکھو کتنی بڑی سعادت ہے کہ فرش خاکی کا رہنے والا جس کے اندر خون وغیرہ بھرا ہوا ہے اسے صاحب عرش اپنے دربار میں یاد فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔ (رواہ البخاری)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں اور میں اپنے بندہ کو جب وہ مجھے یاد کرے سو اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس جماعت سے بہتر ہوتی ہے (**قال الطیبی: المراد ملا من الملا ئکة المقربین وأرواح المرسلین فلا دلالة علی کون الملائکة أفضل والاحسن ان یقال الخبریة من جهة النزاهة والتقدیس والعلو وهی لا تنافی فضیلة البشر من جهة کثرة الثواب. (کذا فی حاشیة المشکوٰة عن اللمعات**) جن میں اس نے مجھے یاد کیا۔ (رواہ البخاری)

سورہ عنکبوت میں فرمایا **ولذکر اللہ اکبر** (اور البتہ اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے درحقیقت اللہ کا ذکر ہی پورے عالم کی جان ہے جب تک دنیا میں اللہ کا ذکر ہوتا رہے گا آسمان وزمین قائم ہیں اور دوسری مخلوق بھی موجود ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں ایک مرتبہ بھی اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا۔ (رواہ مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا: **کان یذکر اللہ فی کل احیانہ** (کہ آپ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے)۔ (رواہ مسلم)

یوں تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا ہر عمل اللہ کے ذکر میں شمار ہے لیکن دیگر اعمال ایسے ہیں کہ ہر وقت ان کی ادائیگی کے مواقع نہیں ہوتے اور ذکر اللہ ایسی چیز ہے جو ہر وقت ہوسکتا ہے۔ تلاوت قرآن مجید، تسبیح، تحمید، تکبیر تحلیل، دعا استغفار یہ سب اللہ کا ذکر ہے۔ درود شریف بھی اللہ کے ذکر میں شامل ہے کیونکہ اس میں نبی اکرم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگی جاتی ہے وہ لوگ مبارک ہیں جو دل سے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس کی نعمتوں کے شکر گزار ہوتے ہیں اور زبان کو بھی اس کی یاد میں مشغول رکھتے ہیں۔ اس کی کتاب کی تلاوت میں لگے رہتے ہیں اور اس کی حمد وثنا کرتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے تسبیح تحمید وغیرہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر میں ایک بار **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** کہہ لوں تو یہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج نکلتا ہے۔ (رواہ مسلم)

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بھاری ہوں گے رحمٰن کو محبوب ہیں وہ یہ ہیں **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم** (رواہ البخاری)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے **سبحان اللہ العظیم وبحمدہ** کہا اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جائے گا۔ (رواہ الترمذی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا اور انہیں بتا دینا کہ جنت کی اچھی مٹی، میٹھا پانی ہے اور وہ چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے یہ ہیں۔ **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔** (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ایسے درخت پر گزر ہوا جس کے پتے سوکھے ہوئے تھے آپؐ نے اس میں اپنی عصا کو مارا تو پتے جھڑنے لگے، آپؐ نے فرمایا کہ الحمد للہ اور سبحان اللہ اور لا الٰہ اللہ اور اللہ اکبر بندہ کے گناہوں کو اس طرح گرادیتے ہیں۔ جیسے درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ (رواہ الترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور افضل الدعا الحمد للہ ہے یعنی سب سے بڑی فضیلت والا ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور سب سے بڑی فضیلت والی دعا الحمد للہ ہے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتادوں؟ میں نے عرض کیا کہ ارشاد فرمائیے فرمایا وہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے۔ (رواہ الترمذی)

جب ذکر اللہ کی اس قدر فضیلت ہے تو اس میں تو لگا رہنا چاہئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریك لہٗ له الملك وله الحمد وهو علیٰ کل شیء قدیر اللّٰهم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منك الجد. (مشکوٰۃ المصابیح)

”کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کیلئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ تو جو کچھ عطا فرمائے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مال والے کو اس کا مال تیرے فیصلہ کے مقابلہ میں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔“

فرض نمازوں کے بعد جو تسبیحات پڑھنے کو بتائے ہیں ان کے پڑھنے کے کئی طریقے وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ اس طرح ننادوے عدد ہوجاتے ہیں اور سو کا عدد پورا کرنے کیلئے **لا الٰـــہ**

الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہٗ الملک ولہٗ الحمد وھو علیٰ کلّ شیءٍ قدیر ایک مرتبہ پڑھ لے۔ (مشکوۃ المصابیح)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو (کسی وقت) اس حالت میں بیدار ہو کر اس کے منہ سے (ذکر کے) الفاظ نکل رہے ہوں اور اس نے لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ له الملک وله ایک سکنڈ بھی ضائع نہ ہونے نہ دیں بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ کوئی کام کاج نہیں، ریٹائرمنٹ کے بعد بیس تیس سال زندہ رہتے ہیں، دکانوں میں لڑکے اور ملازم کام کرتے ہیں اور اتنی بڑی زندگی فضول گفتگو میں، اخبار پڑھنے میں، دنیا کے ملکوں کا تذکرہ کرنے میں، بلکہ غیبتوں میں گزار دیتے ہیں یہ بڑے نقصان کا سودا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے سو مرتبہ (صبح کے وقت) لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ له الملک وله الحمد وھو علیٰ کلّ شیءٍ قدیر پڑھ لیا تو یہ اس کیلئے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور یہ کلمات شام ہونے تک اس کے لئے پورے دن شیطان سے حفاظت کا سامان ہوں گے اور اس سے بڑھ کر کوئی شخص بھی فضیلت والا عمل کرنے والا نہ ہوگا الا یہ کہ کوئی شخص اس سے زیادہ عمل کرلے۔ (صحیح البخاری)

یہ حدیث صاحب مشکوۃ (صفحہ ۹۰) نے عبدالرحمٰن بن غنمؓ سے نقل کی ہے اس میں یوں ہے کہ نماز مغرب اور نماز فجر سے فارغ ہو کر اپنی ٹانگوں کی ہیئت بدلے بغیر (یعنی جس طرح تشہد میں بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھے بیٹھے) ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے اس میں بیدہ الخیر یحیی ویمیت کا بھی اضافہ ہے۔ معلوم ہوا کہ اس کو مغرب اور صبح کے بعد پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نیز مشکوۃ المصابیح میں دس مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے، یہ تو تھوڑی سی تعداد ہے اس پر تو اس وقت بھی عمل کرسکتے ہیں جب جلدی کا کوئی کام درپیش ہو۔

الحمد وھو علی کل شیء قدیر الحمد للّٰہ وسبحان اللّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ

واللّٰہ اکبر لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر رب اغفرلی کہایا فرمایا کہ دعا کی تو اس کی دعا قبول ہوگی، پھر اگر وضو کیا اور نماز (تہجد) پڑھی تو اس کی نماز قبول کرلی جائے گی۔ (صحیح البخاری)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہتر دعا وہ دعا ہے جو عرفات کے دن حج کے موقعہ پر کی جائے اور سب سے بہتر جو میں نے کہا اور دوسرے نبیوں نے مجھ سے پہلے کہا وہ یہ ہے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کلّ شیءٍ قدیر (کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اسلام کی چیزیں تو بہت ہیں آپ مجھے ایک ایسی چیز بتلا دیجئے کہ میں اسی میں لگا رہوں۔ آپؐ نے فرمایا: **لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ** کہ تیری زبان ہر وقت اللہ کی یاد میں تر رہے۔ ایک اور شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ فضیلت کے اعتبار سے سب سے بڑا عمل کون سا ہے؟ فرمایا وہ عمل یہ ہے کہ تو دنیا سے اس حال میں جدا ہو کہ تیری زبان اللہ کی یاد میں تر ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بولنے سے دل میں قساوت یعنی سختی آجاتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہی شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔ (رواہ الترمذی)

نیز حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کے لئے صاف کرنے کی ایک چیز ہوتی ہے اور دلوں کو صاف کرنے والی چیز اللہ کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دینے والی کوئی چیز نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس قدر جہاد کرے کہ مارتے مارتے اس کی تلوار ٹوٹ جائے تو یہ عمل بھی عذاب سے بچانے میں ذکر اللہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (رواہ البیہقی)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہات کا رہنے والا) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے آپؐ نے فرمایا جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ کونسا عمل افضل ہے آپؐ نے فرمایا یہ کہ تو دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ تیری زبان اللہ کی یاد میں تر ہو۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر کمثل الحی والمیت** (مثال اس شخص کی جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی مثال ہے)، معلوم ہوا کہ کھاتے پیتے رہنا اور دنیاوی مشاغل میں زندگی گزار لینا یہ کوئی زندگی نہیں ہے زندہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں جہاں تک ممکن ہو لیٹے بیٹھے اور کھڑے ہوئے اللہ کو یاد کرتے رہیں اور زبان کو ذکر اللہ میں لگائے رہیں۔

ایک حدیث میں فرمایا کہ جنت والوں کو کسی بھی چیز کی حسرت نہ ہوگی سوائے اس ایک گھڑی کے کہ جو دنیا میں اللہ کی یاد کے بغیر گزر گئی تھی۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ چند لوگ کسی جگہ بیٹھے انہوں نے اپنی مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا اور اپنے نبیؐ پر درود نہ بھیجا تو یہ مجلس ان کے لئے نقصان کا سبب ہوگی پھر اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے اور اگر چاہے تو ان کی مغفرت فرمادے اور اگر کوئی شخص کسی جگہ لیٹا اور اس نے اس لیٹنے میں اللہ کو یاد نہ کیا تو یہ لیٹنا اس کیلئے اللہ کی طرف سے نقصان کا سبب ہوگا اور جو شخص کسی جگہ چلا اور اس چلنے میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو اللہ کی طرف سے اس کا یہ چلنا نقصان کا باعث ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی جگہ بیٹھے جس میں انہوں نے اللہ کو یاد نہ کیا اور اپنے نبیؐ پر درود نہ بھیجا تو قیامت کے دن ان کا یہ بیٹھنا حسرت اور افسوس کا باعث ہوگا۔ اگرچہ ثواب کیلئے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (الترغیب والترہیب)

ہوشیار بندے وہی ہیں جو اپنی عمر کی ایک گھڑی بھی ضائع نہیں جانے دیتے دنیا میں جینے کے لئے جو تھوڑے بہت شغل کی ضرورت ہے اس میں تھوڑا بہت وقت لگایا اور اس میں بھی اللہ کا ذکر کرتے رہے اور اس کے بعد سارے وقت کو اللہ ہی کی یاد میں تلاوت میں تسبیح میں تہلیل میں تحمید تکبیر میں اور استغفار میں درود شریف میں لگاتے رہتے ہیں لایعنی باتوں میں مشغول ہو کر اپنا وقت ضائع نہیں کرتے اور اپنے دل کا ناس نہیں کھوتے۔ (اصلاحی مقالات)

نگاہ کا تیر

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

مثلاً کہتے ہیں کہ نگاہ پر قابو نہیں نظر بد سے رکا نہیں جاتا ہے یہ غلط ہے نظر یقیناً فعل اختیار ہے اور میں کہتا ہوں کہ جو تکلیف نظر کرنے میں ہوتی ہے وہ نظر کو روکنے کی تکلیف سے زیادہ ہے۔ یہ ایسی بلا کی چیز ہے کہ کسی نے اس کے بارہ میں بہت ہی ٹھیک کہا ہے اور بیتی ہوئی کہی ہے ؎

درون سینہ من زخم بے نشاں زدہ بحیرتم کہ عجب تیرے بے کماں زدہ

تجربہ کر کے دیکھئے! دو چار دفعہ نظر کو روکئے! اس سے اندازہ ہو جاوے گا کہ جو تکلیف نظر کرنے میں ہوتی ہے وہ اس میں ہرگز نہیں ہوگی۔ ایک روایت ہے **النظر سهم من سهام ابلیس** یعنی نظر ایک تیر ہے شیطانوں کے تیروں میں سے۔ نظر کرنے سے دل میں ایک آگ بھڑک اٹھتی ہے اور نظر کو روکنے میں وہ آگ گھٹتی ہے جس سے تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن وہ آگ وہیں رہ جاتی ہے جہاں تھی بھڑکتی نہیں۔ گھٹ کر بجھ جاتی ہے اور نظر کرنے سے موت تک نوبت آجاتی ہے۔ کیونکہ ہر نگاہ کے بعد نکاح تو ضروری نہیں جو اصل غایت ہے نگاہ کی اور جب غایت حاصل نہیں تو پھر تقاضا پیدا ہوتا ہے تکرار نگاہ کا۔ اور پھر بھی مقصود حاصل نہیں ہوتا تو پھر تقاضا ہوتا ہے۔ غرض یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا تو نگاہ کر لینے کا نقصان تو ختم نہیں ہوتا اور نگاہ کو روک لینے کی تکلیف ذرا دیر میں ختم ہو لیتی ہے۔

عبرتناک واقعہ

ایک حکایت لکھی ہے ابن القیمؒ نے کہ ایک عاشق جو محبوب کے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا مرنے لگا۔ کسی نے محبوب سے جا کر کہا کہ وہ مر رہا ہے رحم کرو اگر اس وقت پہنچ جاؤ گے تو اس کی جان بچ جاوے گی۔ کچھ اس کی سمجھ میں آ گئی اور اٹھ کر اس کی طرف چل پڑا۔ کسی نے عاشق کو خبر دی کہ تیرا محبوب آرہا ہے یہ سن کر اس میں جان آگئی اور اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس کی وہ حالت ہو گئی جس کو کسی نے کہا ہے ؎

از سر بالیں من برخیز اے ناداں طبیب　　درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست
اگرچہ دور افتادم بدیں امید خرسندم　　کہ شاید دست من بار دگر جانان من گیرد

مگر آتے آتے محبوب کو کچھ غیرت آئی اور یہ کہہ کر لوٹ گیا کہ کون بدنام ہو کسی نے یہ بھی جا کہا۔ یہ خبر سنتے ہی پھر وہ عاشق گر گیا اور نزع میں مبتلا ہو گیا۔ اس سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھ تو وہ بجائے کلمہ کے کفر کا کلمہ کہتا ہے ؎

رضاك اشهى الى فوادى　　من رحمة الخالق الجليل

اور اسی حالت میں جان نکل گئی۔ دیکھئے کس قدر عبرتناک واقعہ ہے اس کی اگر اصل تلاش کریں گے تو کہیں پہنچ کر نگاہ ہی پر ختم ہوگی۔ جان بھی گئی اور ایمان بھی گیا۔ اور یہ سب خرابی نگاہ کی ہوئی۔ اب دیکھ لیجئے! کہ نگاہ کرنے میں زیادہ تکلیف ہوئی۔ یا نگاہ کے روکنے میں ہوتی نگاہ کے روکنے میں کہیں نہ سنا ہوگا کہ کوئی تکلیف سے مر گیا ہو۔ تکلیف اس میں ضرور ہے مگر وہ تکلیف آسان ہے۔

نظر کی پاکیزگی

یہی نکتہ ہے کہ جس آیت میں غض بصر اور حفاظت فرج دونوں کا حکم ہے اس میں حق تعالیٰ نے امر غض بصر کو مقدم کیا ہے ارشاد ہے **قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم** یعنی کہہ دیجئے مؤمنین سے کہ اپنی نگاہیں نیچی کریں یعنی نظر سے بچیں اس حکم کو مقدم کیا دوسرے حکم پر یعنی **يحفظوا فروجهم** پر یعنی اصل فعل سے بچنے پر اس کی وجہ یہی ہے کہ غض بصر ذریعہ ہے حفاظت شرمگاہ کا۔ اور ذریعہ آسان ہوتا ہے اسی واسطے اس کو اختیار کیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ اصل فعل یعنی زنا سے بچنا اتنا آسان نہیں جتنا نظر کو بچالینا آسان ہے۔ ثابت ہوا غض بصر کوئی زیادہ مشکل کام نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت مقدسہ نے آسانی کے واسطے تدبیر بتلائی ہے اور اسی واسطے پردہ کا حکم رکھا ہے لوگ کہتے تو ہیں کہ پردہ کی کیا ضرورت ہے۔ اصل گناہ یعنی زنا کیا نہ جاوے پردہ ہو یا نہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ذرائع کو اختیار کرنے کے بعد بھی اگر مقصود میں کامیابی ہو جاوے تو بہت ہے چہ جائیکہ ذرائع کو اختیار ہی نہ کیا جاوے اور کامیابی کی امید رکھی جاوے۔ میں کہتا ہوں کہ پردہ کے بعد بھی زبان سے بچ جاؤ تو بڑی بات ہے کیونکہ شیطان کے شر سے کہیں بے پردگی ہو جاتی ہے اور پردہ کو توڑ کر امید رکھنا کہ زنا سے حفاظت رہے گی محض حماقت ہے ان لوگوں نے شرعی انتظام کو بالکل لغو سمجھا ہے۔ (مفاسد گناہ)

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی

سیرت خاصان حق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے حضور اقدس ﷺ کے مکان میں تشریف رکھنے کے حالات دریافت کیے تو فرمایا کہ!

,, آنحضرت ﷺ مکان میں تشریف فرما ہونے کے وقت اپنے وقت کے تین حصے فرما لیتے تھے۔ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے (کہ اس میں نماز وغیرہ پڑھتے) دوسرا گھر والوں کے لئے (ان کے حقوق ادا فرماتے مثلاً ہنستے بولتے اور ضروریات معلوم کرتے) تیسرا حصہ اپنے نفس کے لئے۔ پھر اس اپنے والے حصہ کو بھی اپنے اور زائرین کے درمیان تقسیم فرما لیتے تھے کہ اس وقت خاص خاص اصحابؓ حاضر ہوتے تھے جن کے ذریعہ عام حضرات تک مجلس کے مضامین پہنچاتے تھے اور آپؐ حاضرین سے کوئی چیز (کھانے پینے یا دین کی بات) پوشیدہ نہ رکھتے تھے،وقت کے اس حصہ میں جوامت کے لئے تھا،آپ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ ان آنے والوں میں اہل فضل کو ترجیح دیتے تھے اور اس وقت کو ان کے فضلِ دینی کے لحاظ سے ان پر تقسیم فرماتے تھے۔بعض آنے والے ایک حاجت لیکر بعض دو حاجتیں لیکر آتے۔اور بعض بہت سی حاجتیں لیکر آتے۔آپؐ ان کی حاجتیں پوری فرماتے اور ان کو ایسے امور میں مشغول رکھتے جو ان کے لئے اور تمام امت کے لئے مصلح ہوتے مثلاً وہ حضرات آپؐ سے سوال کرتے اور آپؐ ان کو مناسب جوابات دیتے اور حاضرین سے آپؐ فرما دیا کرتے تھے کہ جو لوگ موجود نہیں ہیں (یہ باتیں) ان کو پہنچا دینا اور یہ بھی فرمایا کرتے کہ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو جو خود (شرم وغیرہ کی وجہ سے) مجھ تک نہ پہنچا سکتا ہو،اس لئے کہ جو شخص کسی صاحبِ اقتدار تک اس کی حاجت پہنچائے جو خود نہیں پہنچا سکتا خدا اس کو قیامت کے روز

ثابت قدم رکھے گا۔ آپ کوئی بات گوارہ نہ فرماتے تھے۔ حاضرین آپؐ کے پاس طالب بن کر آتے تھے اور کچھ چکھے بغیر جدا نہ ہوتے تھے اور وہاں سے ہادی خیر بن کر نکلتے تھے۔

یہ تو آپؐ کے مکان میں تشریف رکھتے وقت کے حالات تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے آنحضرت ﷺ کے باہر تشریف کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ!

آپؐ اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے اِلّا یہ کہ کوئی کام کی بات ہو آنے والوں کو مانوس فرمایا کرتے تھے، اور ان کو متنفر نہ کرتے تھے اور قوم کے معزز شخص کا اکرام فرماتے تھے اور اس کو اسکی قوم کا سردار مقرر فرما دیتے تھے۔ لوگوں کو (خدا سے) ڈراتے تھے اور خود مخلوق کی ایذا رسانی سے اپنی حفاظت فرماتے تھے لیکن کسی کے سامنے خندہ پیشانی اور خوش خلقی میں فرق نہ آتا تھا۔ اپنے اصحابؓ کی خبر گیری فرماتے تھے (یعنی معلوم فرماتے تھے کہ آج فلاں صاحب کہاں ہیں کیوں نہیں آئے؟) لوگوں کے آپس کے معاملات دریافت فرماتے تھے اور اچھی چیز کو اچھی بتا دیتے تھے اور اس کی تقویت فرماتے تھے اور بُری چیز کو بُری بتاتے تھے اور اس کو ناقابل عمل بتاتے تھے۔ آپؐ ہر معاملہ میں میانہ روی سے کام لیتے تھے، تلوّن نام کو نہ تھا۔ لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے تھے کہ کہیں وہ غافل نہ ہو جائیں۔ یا کسی امر میں حد سے بڑھ جانے کے سبب دین سے اُکتا جائیں۔ ہر صورتِ حال کا آپؐ کے نزدیک پورا انتظام تھا۔ امر حق میں کوتاہی نہ فرماتے تھے اور نہ حق سے آگے بڑھتے تھے۔ بہترین حضرات آپؐ کے قریب بیٹھتے تھے۔ آپؐ کے نزدیک افضل وہی ہوتا تھا جس کی خیر خواہی عام ہو۔ آپؐ کے نزدیک بڑے رُتبہ والا وہی ہوتا تھا جو مخلوق کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد صاحبؓ سے آنحضرت ﷺ کی مجلس کے حالات دریافت کئے تو انہوں نے فرمایا کہ!

آپؐ کی نشست و برخاست سب اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتی تھی جب آپ کسی جگہ تشریف لے جاتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم فرماتے تھے۔ اپنے ہر ہمنشین کو اس کا حق دیتے تھے (کہ سب کی طرف متوجہ ہوتے تھے) آپؐ کے پاس بیٹھنے والوں میں

سے کوئی یہ نہ سمجھتا تھا کہ آپؐ فلاں شخص کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ جو شخص آپؐ کے پاس بیٹھتا یا کسی معاملہ میں گفتگو کرتا تو آپؐ ساتھ بیٹھے رہتے اور گفتگو فرماتے رہتے (اور اس کو چھوڑ کر نہ جاتے تھے) جب تک کہ وہ خود ہی نہ چلا جائے۔ جو شخص آپؐ سے سوال کرتا تو عنایت فرما دیتے تھے یا نرمی کے ساتھ مناسب جواب دیتے تھے (جبکہ ہر چیز موجود نہ ہوتی تھی) آپؐ کی سخاوت اور خوش خلقی سب کے لئے عام تھی جس کی وجہ سے آپؐ شفقت اور مہربانی میں گویا سب کے باپ تھے۔ آپؐ کے یہاں حق میں سب برابر تھے۔ آپؐ کی مجلس علم اور حیا، صبر اور امانت کی مجلس تھی۔ آپؐ کی مجلس میں نہ شور ہوتا تھا نہ کسی کی بے عزتی ہوتی تھی اور اگر اس مجلس میں کسی سے لغزش ہو جاتی تو اس کو شہرت نہ دی جاتی تھی۔ حاضرین مجلس سب برابر سمجھے جاتے تھے مگر تقویٰ کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر فضیلت ہوتی تھی سب آپس میں تواضع کرتے تھے۔ بڑوں کا ادب کرتے تھے اور چھوٹوں پر رحم کرتے تھے۔ صاحب حاجت کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے تھے اور مسافر کی خبر گیری کرتے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحبؓ سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا! ○

آپؐ خوش خلق اور ہشاش بشاش رہتے تھے آپؐ نرم خو تھے، نرم طبیعت تھے (کہ بسہولت سب کی حاجت میں مشغول ہو جاتے تھے) آپؐ نہ بد خو تھے نہ سخت گو تھے، نہ چلا کر بولتے تھے نہ بد کلامی فرماتے تھے۔ نہ کسی کو عیب لگاتے تھے۔ نہ بخل فرماتے تھے اپنی ناپسند چیز سے اعراض فرماتے تھے۔ دوسروں کی کوئی خواہش آپ کو ناپسند ہوتی تو اس کو مایوس بھی نہ فرماتے اور صاف جواب بھی نہ دیتے تھے۔ اپنی جان کو آپؐ نے (خاص طور سے) تین چیزوں سے بچا رکھا تھا (۱) جھگڑنا (۲) تکبر اور (۳) لایعنی چیزیں اور دوسروں کو تین باتوں سے (خصوصی طور سے) اپنی جانب سے بچا رکھا تھا۔ (۱) کسی کی برائی نہ کرتے تھے (۲) کسی کو عیب نہ لگاتے تھے اور (۳) کسی کا عیب تلاش نہ فرماتے تھے۔ آپؐ صرف وہی کلام فرماتے جس میں ثواب کی امید ہوتی جب آپؐ کلام فرماتے تھے تو حاضرین مجلس سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے۔ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ جب آپؐ

خاموش ہوتے تو حاضرین بولتے تھے اور آپ ؐ کی مجلس میں کسی بات میں جھگڑا نہ کرتے تھے۔ مجلس میں جب کوئی بولتا تو اس کے خاموش ہونے تک سب خاموش رہتے تھے سب کی بات اسی توجہ سے سنی جاتی تھی جیسی افضل حضرات کی سنی جاتی تھی۔ سب ہنستے تو آپ بھی ہنستے اور سب تعجب کرتے تو آپ بھی تعجب کرتے (یہ نہیں کہ سب سے الگ چپ چاپ بیٹھے رہیں) مسافر آدمی کی سخت گفتگو اور اس کے بیجا سوالوں پر صبر فرماتے تھے۔ لہٰذا حضراتِ صحابہؓ مسافروں کو آپ ؐ کی مجلس میں خود لایا کرتے تھے کہ وہ کچھ معلوم کریں گے تو ہم کو بھی معلوم ہو جائے گا۔ آپ ؐ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی صاحبِ حاجت ملا کرے تو اس کی مدد کر دیا کرو اور اگر کوئی آپ ؐ کی تعریف کرتا تو اس کو گوارہ نہ فرماتے تھے اِلّا یہ کہ بطور شکر یہ کے کوئی آپ کی تعریف کرتا تو خاموش رہتے کسی کی قطع کلامی نہ فرماتے (اور کسی بات کے درمیان نہ بولتے تھے) ہاں اگر وہ بیجا باتیں کرنے لگتا تو منع فرما دیتے تھے یا وہاں سے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (رواہ الترمذی فی الشمائل)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ؐ نہ فحش گو تھے اور نہ فحش گوئی کرنا چاہتے تھے۔ نہ بازاروں میں شور مچاتے تھے (جو خلافِ وقار ہے) بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دیتے تھے۔ بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور درگذر فرماتے تھے۔ (ترمذی)

نیز فرماتی ہیں کہ!

آپ ؐ نے جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کبھی کسی کو اپنے دستِ مبارک سے نہیں مارا نہ کسی خادم کو نہ کسی بیوی کو۔

نیز فرماتی ہیں کہ!

آپ ؐ نے اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیا ہاں اگر اللہ کے دین کی حرمتوں میں کسی کی بے حرمتی ہوتی تھی تو آپ ؐ سب سے زیادہ غصہ کرنے والے ہوتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ بُرے سے بُرے انسان سے بھی تالیف قلب کے لئے اپنی توجہ فرماتے تھے اور اس سے گفتگو فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل روایت میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پوری توجہ فرماتے تھے (کیونکہ ادھوری توجہ متکبرین کا خاصہ ہے) نظر نیچے کو رکھتے تھے۔ اپنے اصحابؓ کے پیچھے چلتے تھے اور پہلے سلام کرتے تھے۔ (جمع الفوائد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو جب تک وہ اپنا ہاتھ نہ کھینچتا آپؐ اپنا ہاتھ نہ کھینچتے تھے اور اس کی طرف سے منہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منہ پھیر کر نہ جاتا۔ کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ اہلِ مجلس کی طرف آپؐ پیر پھیلائے بیٹھے ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اور آپؐ فرماتے تھے میں غلاموں کی طرح کھاتا ہوں اور غلاموں کی طرح بیٹھتا ہوں۔ (ایضاً)

یہ ہیں صاحب خلقِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ جنہیں اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

نکاح کرنا برکت کا ذریعہ ہے

دلیل: امام بزاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تزوجوا النساء یاتینکم بالاموال۔“

(مجمع الزوائد ۴/۲۵۵)

ترجمہ: ”عورتوں سے شادی کرو، وہ تمہارے پاس مالوں کو لائیں گی“

ضروری مسائل

قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

مسئلہ: اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گا تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھے پھر قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہوگئیں اور سوا اِن نمازوں کے اس کے ذمہ کچھ اور نمازوں کی قضا باقی نہیں ہے یعنی اس کی عمر بھر میں جب سے جوان ہوا ہے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ یا قضا ہوگئی لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں اور جب تک ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد اسی ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اسی ترتیب سے قضا پڑھے اور اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی پڑھی یا اور کوئی تو درست نہیں پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: اگر کسی کی چھ نمازیں قضا ہوگئیں تو اب ان کی قضا پڑھے بغیر ہی ادا نماز پڑھنا جائز ہے اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے تو پہلے اسی کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنا اس پر واجب نہیں تھا لیکن اُس نے ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی اب کسی نماز کی قضا پڑھنا باقی نہیں رہی تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جاویں تو ترتیب سے پڑھنا پڑے گا اور بے ان پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنا درست نہیں البتہ اب پھر چھ نمازیں ٹوٹ جاویں تو پھر ترتیب معاف ہو جاوے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے ادا پڑھنا درست ہوگا۔

مسئلہ: اگر وتر کی نماز قضا ہوگئی اور سوا وتر کے اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں ہے تو بغیر وتر کے قضا پڑھے فجر کی نماز پڑھنا درست نہیں اگر وتر کی قضا پڑھنا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بلکہ فجر کی پڑھ لے تو اب قضا پڑھ کر فجر کی نماز پھر پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جاوے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا اس لئے فقط دو رکعت فرض پڑھ لی سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہو جانے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے لیکن دوپہر کے پہلے ہی پڑھے۔

مسئلہ: کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنا واجب ہے توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا توبہ سے معاف ہو گیا اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گنہگار رہو گا۔

مسئلہ: اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کرنا واجب ہے نہیں تو گناہ ہوگا اور فدیہ کا بیان روزے کے فدیہ کے ساتھ آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسئلہ: اگر چند لوگوں کی نمازیں کسی وقت قضا ہوگئیں تو ان کو چاہئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بلند آواز کی نماز ہے تو بلند آواز سے قرأت کی جاوے اور آہستہ آواز کی ہے تو آہستہ آواز سے۔ (بہشتی ثمر حصہ اول)

گناہ کے نقصانات

(۲) رزق میں کمی ہو جاتی ہے یعنی برکت جاتی رہتی ہے۔ (باقی آئندہ)

آج ہم لوگ زہر تو کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق اور علاج یعنی توبہ اور شریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں تو بھلا سوچیں کہ زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کی گولی سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک گناہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۴) بد گمانی کرنا۔

یعنی کسی شخص کے بارے میں اچھا سوچنے کے بجائے غلط سوچنا مثال کے طور مسجد میں آکر اگر کسی نے سنتیں نہیں پڑھیں تو یہ سوچے کہ گھر سے پڑھ کر آیا ہوگا یہ نہ سوچے کہ سنتیں نہیں پڑھتا ہے۔

(۵) کسی کا عیب تلاش کرنا۔

اسکی مثال ایسی ہے کہ باغ میں سب لوگ پھل پھول تلاش کرنے جاتے ہیں مگر ایک جانور باغ میں گندگی تلاش کرنے جاتا ہے۔ مسلمانوں کے عیبوں کو تلاش کرنا باغ میں گندگی تلاش کرنا ہے۔ (باقی آئندہ)

۴۔ الایمان بالرسل

پیغمبروں کے بارے میں عقیدے

نظر فرمودہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ

عقیدہ ۱ : اللہ تعالیٰ نے بندوں کو صحیح اور سیدھا راستہ بتلانے اور ان تک اپنے احکام پہنچانے کیلئے جن انسانوں کو چُنا اور مقرر کیا ہے ان کو ''نبی'' اور ''رسول'' کہتے ہیں۔

عقیدہ ۲ : نبی اور رسول بننے میں آدمی کی اپنی عبادت و ذہانت اور کوشش کا کوئی دخل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں یہ مرتبہ دیتے ہیں۔

عقیدہ ۳ : پیغمبر کفر و شرک اور جھوٹ اور تمام گناہوں اور برے کاموں اور بری عادتوں سے پاک ہوتے ہیں، ان سے جان بوجھ کر یا بھول سے کوئی بڑا یا چھوٹا گناہ نہیں ہوتا۔

عقیدہ ۴ : پیغمبر تمام انسانوں میں سب سے اچھے اخلاق اور عادات والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام بندوں تک پورے پورے پہنچاتے ہیں، کسی بات کو چھپاتے نہیں، نہ ہی اس میں اپنی طرف سے کمی زیادتی کرتے ہیں۔

(اسلامی عقائد)

نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ساحل سے لگے گا کبھی میرا بھی سفینہ
دیکھیں گے کبھی شوق سے مکہ و مدینہ

مومن جو فدا نقش قدم پاک نبیؐ ہو
ہو زیرِ قدم آج بھی عالم کا خزینہ

گر سنت نبوی کی کرے پیروی امت
طوفاں سے نکل جائے گا پھر اس کا سفینہ

یہ دولت ایماں جو ملی سارے جہاں کو
فیضانِ مدینہ ہے یہ فیضان مدینہ

جو قلب پریشان تھا سدا رنج والم سے
فیضانِ نبوت سے ملا اس کو سکینہ

جو درد محبت کا ودیعت تھا ازل سے
مومن پہ ہوا کشف وہ مدفون خزینہ

اے ختم رسلؐ کتنے بشر آپ کے صدقے
ہر شر سے ہوئے پاک بنے مثلِ نگینہ

خالی جو ہے انوار محبت کی رمق سے
ایک آگ کا دریا سا لگے ہے وہی سینہ

صدقے میں تیرے ہوگیا وہ رہبر امت
جو کفر کی ظلمت سے تھا اک عبد کمینہ

اے صل علیٰ آپ کا فیضانِ رسالت
جو مثل حجر تھا وہ ہوا رشک نگینہ

جو کفر کے ظلمات سے تھا ننگ خلائق
ہے نورِ ولایت سے منور وہی سینہ

اختر کی زباں، اور شرفِ نعتِ محمدؐ
اللہ کا احسان ہے بے خون وپسینہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

اغراض و مقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء وار اکین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو عصر تا فجر اجتماع منعقد کر کے اس میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جا بجا پلاسٹک بگیوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جز وقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWAT-UL-HAQ

43, Mulla Street, Pernambut - 635 810
E-mail: dawatulhaq@rediffmail.com Phone: 04171-231292

جواہر حکمت

گرمی میں غمِ لبادہ نازیبا ہے
مستی میں خیالِ بادہ نازیبا ہے

کافی ہے ضرورت کے موافق دنیا
جامہ قد سے زیادہ نازیبا ہے

(امجد حیدرآبادی)

